مختلف سکولوں اور کالجوں میں حاصل کرنے کے بعد فیصل آباد کی جامعہ فیصل آباد سے ٹیکسٹائل انجینئرنگ میں تعلیم حاصل کرنے کا پروگرام بنایا۔ 2004ء میں مجھے اس ادارے میں داخلہ مل گیا۔ چار سال بعد 2008ء میں، میں ٹیکسٹائل انجینئر عطاءرسول بن چکا ہوں۔ عطاءرسول جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، مجھ پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی فضل و کرم ہے کہ تونسہ شریف کے مذہبی پیشوا حضرت خواجہ سلمان تونسوی کے پیر و مرشد حضرت پیر خواجہ نور محمد مہاروی رحمہ اللہ میرے آباءواجداد میں سے ہیں۔ خواجہ نور محمد مہاروی رحمہ اللہ کی ساتویں پشت میں سے صاحبزادہ عطاءرسول ایک انجینئر بھی ہے اور اپنے دین وایمان کا سچا محافظ بھی۔ میں نے اس وجہ سے گورنر کے ہاتھوں میڈل وصول کرنے سے انکار کیا کہ گورنر پنجاب نے اپنے بیانات میں توہین رسالت ایکٹ کو ظالمانہ قانون قرار دیا تھا۔ ظاہر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سچا عاشق کس طرح ایسے شخص سے میڈل وصول کرنے کا دعوت نامہ پہنچا تھا اور ایک روز قبل یونیورسٹی پہنچنے کا کہا گیا تھا۔ جس پر میں اتوار کی شب یونیورسٹی کیمپس میں پہنچ گیا۔ جب سونے کے لیے بستر پر لیٹا تو یہ خیال آیا کہ میں اس شخص سے میڈل وصول کروں گا جو توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ایکٹ کو ظالمانہ قانون، قادیانیوں کو مظلوم سمجھتے ہوئے مذہب کے مقابلے میں سیکولرازم کا حامی ہے۔ ساری رات سوتے جاگتے یہی سوچتے گزری اور صبح میں نے فیصلہ کرلیا کہ میں نے اپنے دین، نبی اور بزرگوں کی لاج رکھنی ہے اور ایسے شخص سے کبھی انعام وصول نہیں کروں گا۔ چنانچہ اگلے روز جب میرا نام پکارا گیا تو گورنر میڈل ہاتھ میں لیے کھڑے تھے اور میرے خیال میں اس سے زیادہ مہذب احتجاج اور کسی شخص کو اس کی اہمیت کا احساس دلانے کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں تھا کہ ان کو نظر انداز کرتے ہوئے میڈل وصول نہ کر کے انھیں احساس دلایا جائے۔ لہٰذا میں نے اسی طرزِ عمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے میڈل وصول نہ کیا جس پر وہاں موجود لوگوں کو میں نے بتایا کہ میں توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ایکٹ کے مخالف کسی بھی شخص سے اپنا انعام وصول کرنا مناسب نہیں سمجھتا اور اس قانون کے مخالف کو بھی توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتکب سمجھتا ہوں۔ میں نے گورنر صاحب کی توہین نہیں کی بلکہ یہ تو میرا ان سے مہذب احتجاج تھا جو کہ میرا حق بھی ہے مگر اس پر بہت سے حلقے بہت ناراض ہیں اور اسی سلسلے میں مجھے یہ کہا جارہا ہے کہ اب آپ کی سند آپ کو نہیں ملے گی۔

اس وقت ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کام کرنے والے جتنے بھی لوگ ہیں وہ میرے لیے قابل احترام ہیں اور اس مقدس مشن پر ایک براؤنز میڈل تو کیا میرا سب کچھ بھی قربان ہوجائے تو کوئی پروانہیں ہے۔ امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف، خواجہ قمر الدین سیالوی، پیر کرم شاہؒ اور ان کے تمام پیروکار جو تحفظ ختم نبوت کے لیے کام کررہے ہیں، میرے لیے قابل احترام اور ان کے نقش پا میرے لیے صراطِ منزل ہیں۔

(روزنامہ ''امت'' کراچی، 19/نومبر 2009ء)

اسلام پسندی اور دہشت گردی میں امتیاز کریں

انصار عباسی

آج کا پاکستان اُس منزل سے بہت دور ہو چکا ہے جس کا خواب علامہ اقبال نے دیکھا اور جس کی خاطر اس ملک کو بیش بہا قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کی گونج میں بننے والا یہ ملک اس وقت ایک ایسی قوم کو سمیٹے ہوئے ہے جو اس وقت مکمل طور پر Confused ہے۔ اس کے رہنما چاہے وہ بندوق کے زور پر ایوانِ پر قابض ہو کر بیٹھ جائیں یا عوام کے ووٹ سے منتخب ہوں، سب کے سب مغرب کے غلام نکلتے ہیں۔ عمومی طور پر یہاں ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں کہ مغربیت بڑی تیزی سے ہمارے اندر سرایت کر رہی ہے اور ہماری مذہبی و معاشرتی اقدار کو تارتار کیا جا رہا ہے۔ اسلام اور اسلامی سوچ کو مغربی پروپیگنڈے کے زور پر یکسر طالبانائزیشن اور کشمیر جیسے علاقوں میں کفر اور قابض فوج کے خلاف برسرپیکار مجاہدین اسلام کو بھی شدت پسندوں کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔

اسلام کے نام پر بننے والے پاکستان کے دارالخلافہ اسلام آباد میں امریکی اہلکار اور سفارتکار ناجائز اور بلا لائسنس اسلحہ کے ساتھ دندناتے پھرتے ہیں اور اگر اُن کو کہیں غلطی سے روکا جائے اور پوچھ گچھ کی جائے تو وزارتِ داخلہ اور اسلام آباد پولیس کے اعلیٰ افسران فوری مداخلت کر کے اُن کی جان خلاصی کرتے ہیں۔ دوسری طرف اسلامی ذہن رکھنے والے اعلیٰ تعلیم یافتہ پرامن نوجوان اسلام آباد کے ایک گھر میں بیٹھ کر اگر کیری لوگر بل اور دوسرے معاملات پر غور و فکر کرتے ہیں تو اُن کو دہشت گردوں کی طرح پولیس اور ایجنسیوں کے لوگ چھاپہ مار کر گرفتار کرتے ہیں۔ اُن کے خلاف انسدادِ دہشت گردی کے قانون کے تحت پرچہ دے دیا جاتا ہے، باوجود اس کے کہ کسی نوجوان سے نہ کچھ برآمد ہوتا ہے نہ ہی وہاں کوئی سازش ہو رہی ہوتی ہے۔ ان نوجوانوں کا صرف یہ جرم ہوتا ہے کہ وہ اسلامی اُمہ اور اسلامی خلافت کی بات کرتے ہیں اور اُن کا تعلق امریکہ کی طرف سے کالعدم کی گئی تنظیم حزب التحریر سے ہوتا ہے جو مکمل طور پر ایک سیاسی اور فکری تنظیم ہے جس کا عسکری جدوجہد سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔ ان نوجوانوں میں انجینئرز، ڈاکٹرز، ٹیلی کام مینجرز اور دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے ماہرین وطلباء ہوتے ہیں۔ میڈیا میں اُن کو دہشت گردوں کے روپ میں پیش کیا جاتا ہے۔ اگرچہ سب کو کچھ دن بعد ہی عدالت مقدمہ کمزور ہونے کی وجہ سے ضمانت پر رہا کر دیتی ہے، لیکن کئی نوجوانوں کی اس وقت تک نوکریاں جا چکی ہیں، اُن کے Bosses کا تعلق بھی اُس طبقہ سے ہے جس کی حالت آدھا تیتر آدھا بٹیر والی ہے۔ یہ